شہریت

برائے گیارھویں جماعت

Free From Government
NOT FOR SALE

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

جملہ حقوق بحق لیڈنگ بکس پبلیشرز محفوظ ہیں۔

منظور کردہ: نظامت نصاب و تعلیم اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد
بمطابق: قومی نصاب 2006
مراسلہ نمبر 8536-38/SS-II مورخہ 09-10-2012

مصنف: پروفیسر بختیار

نگران نظر ثانی کمیٹی: سید بشیر حسین شاہ ناظم، نظامت نصاب و تعلیم اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

نظر ثانی: عطاءاللہ خان، (ڈائریکٹر) ڈائریکٹریٹ آف کریکولیم اینڈ ٹیچر ایجوکیشن خیبر پختونخوا ایبٹ آباد
خالد شاہ، پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول کاکا صاحب نوشہرہ
طاہر اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج نمبر 1 ایبٹ آباد
ولی خان، ڈپٹی ڈائریکٹر (پی اینڈ ڈی) ایلمنٹری اینڈ سکنڈری ایجوکیشن پشاور
فضل الرحمن، ماہر مضمون ڈائریکٹریٹ آف کریکولیم اینڈ ٹیچر ایجوکیشن خیبر پختونخوا ایبٹ آباد

ڈیزائن: غلام زاہد جان ماہر مضمون خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

طباعت زیر نگرانی: ذاکر حسین آفریدی (چیئرمین)
سعید الرحمن (ممبر ای اینڈ پی)
خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ

تعلیمی سال: 2019-20
ویب سائٹ: www.kptbb.gov.pk
ای میل: membertbb@yahoo.com
فون نمبر: 091-9217159-60

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
باب ۱	**سیاسی نظام**	1
	کمیونٹی	2
	ریاست	3
	اسلامی ریاست کا تصور	4
	ریاست اور حکومت میں فرق	8
	حکومت کی ضرورت	13
	آئین	14
	اچھے آئین کے خصوصیات	15
	پاکستان کے 1973ء کے دستور کی خصوصیات	17
	پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کا خلاصہ	24
	پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کی وجہ سے اُبھرنے والے مسائل	26
	تحریری اور غیر تحریری دستور	27
	سیاسی نظام	28
	سیاسی نظام کی خصوصیات	28
	فیصلہ ساز سیاسی اِدارے اور سرگرمیاں	30
باب ۲	**حکومت کی اقسام**	36
	بادشاہت	37
	جمہوریت، خصوصیات و اصول	40

باب	عنوان	صفحہ
	آمریت	44
	آمریت کی خصوصیات	45
	اِسلامی حکومت اور اس کی خصوصیات	49
	مختلف طرز ہائے حکومت کی بنیادیں (نظریہ، ثقافت، تاریخ، اقدار وغیرہ)	52

باب	عنوان	صفحہ
باب۳	**حقوق**	**57**
	اِنسانی حقوق کی تاریخ	58
	حقوق کے اقسام	59
	اِسلام میں اِنسانی حقوق کی تاریخ	63
	اِسلام میں بنیادی اِنسانی حقوق	64
	اقوامِ متحدہ کے حقوق کا عالمی منشور اور موازنہ	68
	اعلامیہ اور کنونشن میں فرق	73
	اِنسانی حقوق کی ناقابلِ تقسیم، باہمی اِنحصار اور تعلق خصوصیات	74

باب	عنوان	صفحہ
باب۴	**سیاسی اقتصادیات**	**78**
	سیاسی اِقتصادیات	79
	بین الاقوامی تجارت، دوطرفہ تجارت اور کثیرالاطرافی تجارت	79
	پاکستان کی اِقتصادیات اور سیاست پر سارک کے اثرات	80
	اقتصادی تعاون تنظیم (ای سی او (ECO)) کی پاکستان کی اقتصادیات اور سیاست پر اثرات	83
	پاکستان کا ملائشیاء، چین اور سری لنکا سے آزاد تجارت کے معاہدات اور پاکستان پر سیاسی اثرات	85
	پاکستان کا ایران، چین اور بھارت سے سیاسی تعلقات	88

باب	عنوان	صفحہ
باب۵	**تضاد اور تضاد کا حل**	**99**
	تضاد اور تضاد میں شدت	100
	تضاد میں حصہ داروں کے مفادات اور حالت	102
	تضاد کی پھیلاؤ کے وجوہات کا تجزیہ (ذاتی، مقامی، قومی اور بین الاقوامی)	106
	تضاد کا حل۔ اِتفاقِ رائے، مل کر کام کرنا، سودہ بازی	106
	پاکستان میں قومی سطح پر اہم تضادات کی نشاندہی اور وجوہات	108
	تشدد کے ذریعے اِختلافات حل کرنے کے نتائج	111
	قومی سطح پر تضاد کے حل میں حکومتی اقدامات	112
	مل کر کام کرنے، سودابازی اور اتفاق رائے سے پاکستان میں قومی تضادات کی حل کیلئے حکمت عملی	115

باب	عنوان	صفحہ
باب۶	**علمی مہارتیں**	**121**
	تفتیش یا انکوئری کے مراحل	123
	مقامی یا ملکی کمیونٹی میں اہم مسائل کی نشاندہی	124
	تنقیدی سوچ (تعصب)	126
	پروپیگنڈہ (تعریف)	127

	پروپیگنڈہ کے مختلف طریقے	128
	معلومات جمع کرنے کے طریقے	132
	مقامی یا صوبائی پالیسی تبدیل کرنے کیلئے تجاویز تاکہ مسئلہ یا واقعہ صحیح انداز میں حل ہو۔	135
	تفتیش سے حاصل کردہ معلومات کی زبانی یا پاور پوائنٹ کے ذریعے پیشکش	136

باب ۷	**ذرائع ابلاغ اور سول سوسائٹی**	**142**
	ذرائع ابلاغ تعریف	143
	آزاد میڈیا کی ضرورت اور اہمیت	143
	پاکستان میں جمہوریت کی ترقی اور مضبوطی میں میڈیا کا کردار	144
	میڈیا پر نظر رکھنے کیلئے حکومتی قوانین	147
	سول سوسائٹی	151
	جمہوری معاشرہ میں سول سوسائٹی کے فرائض	152
	غیر سرکاری تنظیموں کی تعریف	153
	پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کو درپیش مشکلات	154
	پاکستان میں سماجی و اقتصادی ترقی میں غیر سرکاری تنظیموں کا کردار	156
	غیر سرکاری تنظیم اور مفاداتی گروہ میں فرق	156
	شہریوں کی فلاح اور جمہوریت کیلئے سول سوسائٹی تنظیموں، مفاداتی گروہوں اور غیر سیاسی تنظیموں کا کردار	158
	رضاکار کی تعریف	161
	پاکستانی معاشرہ میں رضاکاری کی اہمیت	162

باب ۸	**اِنسانی اقدار کا فروغ**	**167**
	انسانی اقدار	168
	مساوات، دادرسی اور عدم مساوات	169
	پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کے اقسام	170
	پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کی وجوہات	172
	پاکستانی معاشرہ میں عدم مساوات کے اثرات	175
	اُن گروہوں کی نشاندہی جن کو مقامی اور قومی سطح پر اِمتیازات کا سامنا ہے	179
	معاشرہ میں عدل کے فروغ کے طریقے	180
	ناانصافی (اِمتیاز، تفریق اور سٹیریو ٹائپ کے تعاریف)	183
	تعصب اور سٹیریو ٹائپ کے اِمتیازات میں تبدیل کرنے والے طریقے	185
	پاکستانی معاشرہ میں ناانصافیوں کی نشاندہی	187
	اِنصاف کے لوازمات	191
	ایسی سرگرمیوں کی تجاویز جو مقامی، ملکی اور عالمی سطح پر اِنصاف کا سبب بن جائیں	194

باب۹	فعال اور ذمہ دار شہری	**200**
	فعال اور ذمہ داری شہری کی تعریف	201
	فعال شرکت	202
	کمیونٹی سروسز	203
	فرہنگ	**207**

باب ۱

سیاسی نظام

(Political System)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ کمیونٹی، ریاست اور حکومت کی تشریح کر سکیں۔

۲۔ ریاست اور حکومت میں فرق کر سکیں۔

۳۔ حکومت کی ضرورت کی وضاحت کر سکیں۔

۴۔ دستور یا آئین کی تعریف کر سکیں۔

۵۔ موثر آئین کی خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔

۶۔ دستور ۱۹۷۳ء کے نمایاں خصوصیات کی نشاندہی کے قابل بن سکیں۔

۷۔ دستور ۱۹۷۳ء میں کی گئی ترامیم کی فہرست بنا سکیں۔

۸۔ اُن اہم مسائل کی نشاندہی کر سکیں جو دستور ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

۹۔ تحریری اور غیر تحریری دساتیر میں فرق کرنے کے قابل بن جائیں۔

۱۰۔ سیاسی نظام کی نمایاں خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔

۱۱۔ سیاسی فیصلہ سازی کے عمل اور اِس میں مصروف اہم سیاسی اِداروں کی نشاندہی کر سکیں۔

NOT FOR SALE

کمیونٹی (برادری) (Community)

برادری (Community):

کمیونٹی افراد کا ایک ایسا گروہ جو ایک خاص علاقے میں مستقل بنیادوں پر رہائش پذیر ہو اور اُن کی طرزِ زندگی میں یکسانیت ہو۔ بعض اوقات یہ برادری ایک خونی رشتے میں منسلک ہوتی ہے جبکہ بعض اوقات اِن لوگوں کے رشتے مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر اِیسے انسانی گروہ کے مفادات، عادات و رسم و رواج وغیرہ مشترک ہوتے ہیں۔

عام الفاظ میں افراد کا وہ گروہ جس میں نسلی اِعتبار سے یکسانیت ہو یا ایک جگہ مل جل کر رہ رہے ہوں۔ برادری کہلاتی ہے برادری کی تشکیل افراد کے بغیر ممکن نہیں البتہ برادری کی تشکیل کیلئے افراد کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں۔ یہ برادریاں اِجتماعی مفادات کے حصول اور مشترکہ مسائل کے حل کیلئے تنظیم سازی کرتی ہیں۔

برادری کمیونٹی کی تعریف (Community)

کمیونٹی کی تعریف اِس طرح کی جاسکتی ہے:

۱۔ کمیونٹی سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو ایک مخصوص علاقہ میں آباد ہو۔

۲۔ اِس سے مراد افراد کا وہ گروہ ہے جن کے مفادات مشترک ہوں۔

NOT FOR SALE

۳۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق: برادری سے مراد لوگوں کا ایک ایسا گروہ جو ایک جگہ، ضلع یا ملک میں رہائش پذیر ہو۔ یا لوگوں کا ایک ایسا گروہ جس میں مذہب، نسل اور پیشہ وغیرہ کی بنیاد پر یکسانیت ہو۔

ریاست (State)

ریاست اِنسانی تہذیب کے اعلیٰ ترین ادارے کا نام ہے۔ ریاست ایک ایسے اِنسانی اِدارے اور اِجتماع کا نام ہے جو سیاسی طور پر منظم ہو۔

مندرجہ بالا تعریفوں کی روشنی میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ریاست وہ انسانی ادارہ ہے جس میں ایک خاص علاقہ پر لوگوں کے اختیارات کی حامل حکومت ہو جو اندرونی اور بیرونی طور پر دباؤ سے آزاد ہو۔

ریاست کی تعریف

۱۔ اِنکارٹا:

۲۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق ”ایک ہی حکومت کے تحت منظم اِجتماع۔“

۳۔ لاسکی کے مطابق ”ریاست ایک علاقائی معاشرہ ہے جو حکومت اور محکوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو اپنے مخصوص علاقے میں دیگر اِداروں پر بالادستی کا دعویٰ کرتا ہے۔“

۴۔ گارنر کے مطابق ”ریاست افراد کی ایک کمیونٹی ہے جو ایک مخصوص علاقہ میں آباد ہو، بیرونی دباؤ سے آزاد ہو اور ایک منظم حکومت کی مالک ہو جسے عوام کی اکثریت کی اطاعت حاصل ہو۔“

NOT FOR SALE

اسلامی ریاست کا تصور (Concept of Islamic State)

اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق رکھی گئی ہے۔ اس میں ہر حال میں شریعت کی بالادستی قائم رہتی ہے۔ قرآن پاک اس کا مستقل آئین ہے جس میں کسی قسم کی ترمیم کی گنجائش نہیں۔ اس میں مسلمانوں کی حیثیت ایک نائب کی سی ہے۔ جہاں قرآن پاک کے احکامات واضح اور دوٹوک ہیں وہاں وہ بلا چون وچرا اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے گا البتہ جہاں قرآن یا سنت و حدیث خاموش ہیں وہاں وہ قرآن و سنت کے عمومی اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کرسکتا ہے۔ اسلامی ریاست کی چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ حاکمیت اعلیٰ (Sovereignty)

اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ وہ زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔ جن و انس سب اس کے تابع ہیں چونکہ قرآن پاک اس کا کلام ہے اس لیے اسلامی ریاست میں بالادستی قرآن و سنت کو حاصل ہوگی۔ انسان اس کا نائب ہے اور وہ اسلام کے اصولوں اور احکامات کی روشنی ہی میں دنیاوی معاملات چلائے گا۔

۲۔ باہمی مشورہ (شوریٰ)

شوریٰ اس ریاست کی روح ہے۔ جو بھی کام ہوگا وہ باہمی مشورہ سے سرانجام ہوگا۔ کسی شخص یا گروہ کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی مرضی اور منشاء کے خلاف ان پر اپنے آپ کو مسلط کرے اور انھیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنائے۔ حکمران مسلمانوں کی رائے اور مرضی سے بنے گا اور انتظامی معاملات چلانے کے لیے اصحاب شوریٰ کی رائے کا پابند ہوگا۔ حکمران اس طرح نہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے بلکہ عوام الناس کے سامنے بھی جوابدہ ہے۔

۳۔ قانون کی حکمرانی

اسلامی ریاست میں کوئی بھی شخص یا گروہ قانون سے بالاتر نہیں۔ سب قانون کی نظروں میں برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر رنگ، نسل، زبان، علاقے اور حیثیت کی بناء پر برتری حاصل نہیں برتری صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ہے۔

۴۔ عدلیہ کی آزادی

اسلامی ریاست کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عدلیہ مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہوتی ہے۔ جج جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ قرآن و سنت یا ان کے عمومی اصولوں کو سامنے رکھ کر کرتا ہے۔ اس کے کام میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں۔ ایک جج کے سامنے حاکم اور محکوم سب برابر ہیں۔

۵۔ معاشرتی عدل و انصاف

اس ریاست کا وطیرہ ہے کہ اس میں تمام افراد کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس میں طبقات کی تقسیم اور پیدائشی یا معاشرتی امتیازات کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ تمام لوگوں کو ایک جیسے حقوق و مراعات حاصل ہوتے ہیں۔ نہ صرف مسلمان بلکہ اقلیتوں کو بھی زندہ رہنے، جائیداد بنانے، آزادنہ چلنے پھرنے اور اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیا جاتا ہے۔

مغرب میں فلاحی ریاست کا جو تصور کھڑا ہے وہ درحقیقت اسلامی ریاست کا تصور ہے۔ اسلامی ریاست کے ذمہ عوام کی کفالت کا جو فرض عائد ہوتا ہے وہ موجودہ فلاحی ریاست نے اپنایا ہے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

ریاست کے اجزائے ترکیبی یا عناصر (Elements of State)

ریاست بنیادی طور پر چار عناصر سے ملکر بنتی ہے جو درج ذیل ہیں:۔

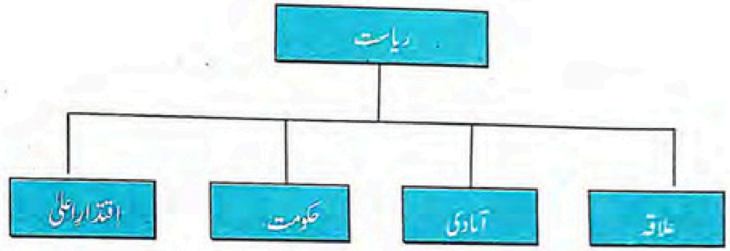

ا۔ علاقہ (Territory)

ریاست کے لئے سب سے پہلے زمین یا علاقہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ریاست کیلئے علاقہ لازمی ہے اور اسکے بغیر ایک ریاست کا قیام ممکن نہیں۔ مثلاً فلسطینی علاقے میں اسرائیلی ریاست قائم ہونے سے پہلے اسرائیلیوں نے جلاوطن حکومت قائم کی تھی لیکن علاقہ نہ ہونے کی وجہ سے اِسے ریاست کا درجہ حاصل نہیں تھا۔ علاقے کی وسعت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ قدیم سیاسی مفکرین چھوٹی ریاست کو ترجیح دیتے تھے تاکہ اِسکا اِنتظام آسان ہو بلکہ افلاطون نے تو بڑی ریاست کو چھوٹی اِکائیوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی تھی تاکہ اِسکا اِنتظام آسانی سے چلایا جاسکے (آج کے دور میں ریاست نہ تو اتنی چھوٹی ہو کہ اِسکی اہمیت ختم ہو اور نہ اِتنی بڑی کہ اِسکا اِنتظام چلانا مشکل ہوجائے)۔ اگر علاقہ زیادہ ہو تو وہاں وسائل زیادہ ہونگے۔ قدرتی وسائل کی فراوانی ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ خوشحال ہوتے ہیں۔

۲۔ آبادی (Population)

صرف علاقہ ریاست بنانے کیلئے کافی نہیں۔ اِس زمین پر اِنسان بھی آباد ہوں۔ ریاست کا دوسرا لازمی عنصر آبادی ہے۔ آبادی کے بغیر ریاست کو تصور میں بھی نہیں لایا جاسکتا۔ آبادی کی تعداد ریاست کے کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ قدیم زمانے میں کم آبادی کو ترجیح دی جاتی تھی۔ افلاطون نے ریاست کے لیے آبادی کی حد 5040 مقرر کی ہے۔ جدید قومی ریاست میں آبادی کی تعداد اتنی کم نہیں ہونی چاہیے جہاں حاکم اور محکوم کے درمیان فرق نہ رہے۔ نہ آبادی اتنی زیادہ ہونی چاہیے کہ ریاست کے کنٹرول میں نہ رہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کئی ایک مسائل کی جڑ ہے۔ وسائل کی کمی، تعلیمی و معاشی سہولیات کا فقدان، صحت کے مسائل، صنعتی اور معاشرتی مسائل، بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات ہیں۔ اگر آبادی میں اِضافے پر قابو پانا کئی عوامل کی وجہ سے ناممکن ہو تو پھر وسائل میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک اچھی ریاست وہ ہے جہاں آبادی ایک منصوبہ کے مطابق کنٹرول کی جائے یا پھر ریاست بہت ساری آبادی کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کیلئے تمام وسائل کو بروئے کار لائے۔

۳۔ حکومت (Government)

حکومت ریاست کا تیسرا اہم ستون ہے۔ حکومت ریاستی ایجنٹ ہے اور ایک ایسا سیاسی اِدارہ ہے جو ریاست کا اِنتظام چلاتا ہے۔ آبادی کے نظم و نسق کو چلانے کیلئے مشینری کی ضرورت ہوتی ہے جسے حکومت کا نام دیا جاتا ہے۔ حکومت مقننہ کے ذریعے قانون بناتی ہے۔ عاملہ یا اِنتظامیہ کے ذریعے وہ قانون نافذ کیا جاتا ہے اور عدلیہ کے ذریعے اُس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے۔ لُہذا حکومت کے بغیر ہم ریاست کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ بعض اوقات جلاوطن حکومتیں قائم کی جاتی ہیں لیکن یہ حکومتیں موثر نہیں ہوتیں۔ حکومتوں کی بھی مختلف اقسام ہیں جو ہر ملک میں وہاں کے حالات اور عوامی نفسیات کے مطابق رائج کیے جاتے ہیں۔

NOT FOR SALE

۴۔ اِقتداراعلیٰ (Sovereignty)

ریاست کا چوتھا عنصر اِقتداراعلیٰ ہے جسکے معنی ہیں ''اعلیٰ ترین اِختیارات''۔ ریاست کا وجود اُس وقت تک نامکمل ہے جب تک ریاست کو اعلیٰ ترین اِختیارات حاصل نہ ہوں۔ اِقتداراعلیٰ اندرونی و بیرونی قسم کا ہوتا ہے۔ اندرونی اِقتداراعلیٰ سے مراد ریاست کے وہ اِختیارات ہیں جن کی وجہ سے ریاست اپنی حدود کے اندر تمام شہریوں اور اِداروں پر فوقیت رکھتی ہے جبکہ بیرونی اقتداراعلیٰ سے مراد ریاست کا بیرونی دباؤ سے مکمل آزادی ہے۔ اُن ریاستوں کی بین الاقوامی سطح پر قدر کی جاتی ہے جو خود مختار اور مقتدر ہوں۔

ریاست اور حکومت میں فرق (Difference)

ریاست اور حکومت میں فرق درج ذیل نکات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ پائیداری (stability)

ریاست ایک مستقل اور پائیدار تنظیم کا نام ہے جبکہ حکومت ایک غیر مستقل اور کم عمر رکھنے والی تنظیم ہے۔

۲۔ لامحدود اختیارات (Unlimited Powers)

ریاست چونکہ اِقتداراعلیٰ رکھتی ہے لہٰذا ریاست کے اِختیارات لامحدود ہوتے ہیں۔ ریاست کو اِنسانی زندگی میں مکمل مداخلت کا حق حاصل ہے اور یہ ایک مقدس اِدارہ ہے۔ ریاست کے خلاف آواز اُٹھانا بغاوت ہے جبکہ حکومت کی منفی سرگرمیوں پر تنقید کرنا اور اِحتجاج کرنا شہریوں کا بنیادی حق ہے۔

۳۔ طبعی وجود (Vitality)

ریاست ایک غیر مجسم اور مردہ وجود رکھتی ہے جبکہ حکومت ایک زندہ اور متحرک وجود رکھتی ہے۔
ریاست کے مقتدر اِختیارات حکومت ہی اِستعمال کرتی ہے۔ ریاست ایک جسم جبکہ حکومت اِس جسم میں روح کی طرح ہے۔ بالالفاظِ دیگر ریاست ایک گاڑی کی مانند ہے اور حکومت اِس کی ڈرائیور ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ حقوق (Rights)

ریاست کے تمام باشندوں کو ریاست کی طرف سے حقوق دیئے جاتے ہیں۔ اِن حقوق کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر شہریوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہو جائے تو عوام حکومت کے خلاف مظاہرہ کر سکتی ہے لیکن ریاست کے خلاف آواز نہیں اُٹھائی جاسکتی۔

۵۔ اقتدار اعلیٰ:۔

ریاست اقتدار اعلیٰ کی مالک ہے لیکن حکومت ریاست کا ایک جزو ہے جو اقتدار اعلیٰ کا مالک نہیں۔

اسلام میں اقتدار اعلیٰ کے بنیادی اصول
(Basic Principles of Sovereignty in Islam)

اسلام کا تصور حاکمیت، مغربی تصور حاکمیت سے یکسر مختلف ہے۔ اسلامی نظریئے کے مطابق پوری کائنات پر حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ''حکم سوائے اللہ کے کسی اور کو نہیں''۔ (سورۂ یوسف: آیت 5) سورۂ ال عمران کی ایک آیت میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے'' وہ پوچھتے ہیں کہ ان اختیارات میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہے! کہہ دو کہ اختیارات تو سارے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ننانوے (99) صفات بھی اس بات کی شہادت کے لیے کافی ہیں کہ وہ مختار کل ہے۔ اقتدار اعلیٰ صرف اسی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات قرآن پاک کی صورت میں مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں جس کا عملی مظاہرہ سیدنا محمد ﷺ کر چکے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ خود رسولؐ اللہ کے ذریعے تمام احکامات دے چکے ہیں اور انسان کو اپنا نائب مقرر کر چکے ہیں۔ لہذا قرآن اور سنت کی رہنمائی میں وہ محدود پیمانے پر ان اختیارات کا استعمال انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کر سکتا ہے۔

NOT FOR SALE

اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ کی خصوصیات
(Attributes of Sovereignty in Islam)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ اسلام میں اقتدار اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ لہٰذا اقتدار اعلیٰ کی جملہ صفات جو ہم پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں وہ سب کی سب انسان میں نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ آیئے قرآنی آیات کی روشنی میں ان خصوصیات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

1۔ مطلق العنانیت

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر اور وہی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ دوسری جگہوں پر مَالِکُ الْمُلْکِ، اَلْقَادِرُ، اور اَلْمُقْتَدِرُ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ چنانچہ وہی ذات باری تعالیٰ ہے جو مطلق اختیار کی مالک ہے۔

2۔ لازوال (پائیدار)

اللہ تعالیٰ کا اقتدار پائیدار اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اس کے لیے حَیٌّ لَا یَمُوْتُ، اَلْقَیُّوْم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ ترجمہ۔ ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔ (سورہ رحمٰن)

3۔ جامعیت

اللہ تعالیٰ کا اقتدار جامع اور ہر چیز پر حاوی ہے۔ وہ پوری کائنات کا مالک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہے وہ اللہ ہی کا ہے۔

4۔ ناقابل تقسیم و ناقابل انتقال

اللہ تعالیٰ کا اقتدار ناقابل تقسیم اور ناقابل انتقال ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ سورۃ الاخلاص۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

NOT FOR SALE

اس کا واضح ثبوت ہے ایک دوسری آیت میں ہے۔ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ۔۔ بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

5۔ منفرد حیثیت

اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود اختیارات کی حامل ہے۔ اس کے پاس ایسا مطلق اختیار ہے جس پر کوئی پابندی نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ):۔ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

مندرجہ بالا خصوصیات سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں اقتدار اعلیٰ کے چند بنیادی اصول ہیں اور وہ اصول یہ ہیں:۔

1۔ چونکہ اسلام میں نیابت کا تصور عمومی ہے یعنی تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے نائبین تصور کیے جاتے ہیں لہٰذا حکمرانی کا حق کسی ایک شخص یا مخصوص طبقہ کو حاصل نہیں۔ پوری قوم اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہے گی اور اختیارات کو استعمال میں لائے گی۔ اس نیابت عمومی کے بارے میں قرآن پاک کے الفاظ بڑے واضح ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ”تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی“۔ (قرآن 24:55)

2۔ حاکم مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے احکامات اٹل ہیں۔ اس نے اپنے قوانین کے ذریعہ افراد کی آزادی فکر و عمل پر جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ اس کی شخصیت کی تکمیل کے لیے مشعل راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر وہ نہ صرف اِس دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی فلاح پا سکتا ہے۔ اس اٹل حقیقت کا اظہار قرآن پاک کے ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ (ترجمہ) ”اور پیروی کرو اس قانون کی جو تمھاری طرف تمھارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے“۔ (سورۃ الاعراف: آیت نمبر 3)

3۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا ایک اہم اور بنیادی اصول قانون کی حکمرانی (Rule of Law) ہے۔ اسلامی ریاست میں قوانین کسی خاص طبقہ کے مفادات کی نگرانی کے لیے نہیں بلکہ حاکم اعلیٰ کی حاکمیت کے آئینہ دار ہیں۔ ان کو سب پر بالادستی حاصل ہے کوئی شخص اس سے مبرا نہیں کیونکہ سب اسی تابع ہیں۔ سب کو اسی قانون الٰہی کے مطابق زندگی گزارنی ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ''اے نبی ہم نے تمھاری طرف کتاب برحق نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اسی روشنی کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں دکھائی ہے۔ (سورۃ النساء: آیت نمبر 105)

4۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا ایک بنیادی اصول مساوات ہے۔ اس کے قوانین سب پر لاگو ہیں۔ سب اس کی نظر میں برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپس میں بھی برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر برتری اور فضیلت حاصل نہیں۔ رنگ، نسل اور علاقے کی بنیاد پر کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ اسلامی ریاست میں پرہیزگاری اور دیانتداری کے سوا کسی اور چیز کی بناء پر ایک شخص کو دوسرے شخص پر فضیلت نہیں۔ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ اور اس کی روشنی میں مساوات انسانی کا لازمی نتیجہ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جہاں تمام معاملات باہمی مشوروں سے طے ہوں۔ اختیارات چونکہ تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا استعمال باہمی مشوروں سے ہوتا ہے۔ عوام اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں اور حکمرانوں کا انتخاب چونکہ عوام کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ حکمران عوام کے سامنے بھی جوابدہ ہوتے ہیں۔

NOT FOR SALE

اسلامی اقتدار اعلیٰ کے بنیادی اصولوں میں سے ہم مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں:۔

1۔ اقتدار و اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کوئی فرد یا پوری ملت اس کی دعویدار نہیں بن سکتی۔

2۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات میں کسی کو بھی کسی طرح تبدیلی کا اختیار نہیں۔

3۔ اسلامی ریاست میں حاکم کا چناؤ مسلمان کریں گے لیکن حاکم محدود اختیارات کا حامل ہوگا وہ شریعت کی حدود کے اندر رہ کر ہی کوئی حکم نافذ کر سکتا ہے۔

4۔ مسلمانوں کو صرف محدود عمومی حکومت عطا کی گئی ہے اور وہ امور جن کے متعلق واضح احکامات نہیں۔ اجتہاد کے ذریعے طے کیے جائیں گے۔

حکومت کی ضرورت
(Need for Government)

حکومت ریاست کا ایک اِنتہائی اہم ستون ہے۔ اگر ریاست آبادی، علاقہ اور اِقتدارِ اعلیٰ پر مشتمل ہو لیکن جب تک حکومت نہیں ہوگی ریاست کی تشکیل ناممکن ہے۔ ریاست کی ترقی و زوال میں حکومت ہی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ایک بہترین حکومت ہی عالمی برادری میں ریاست کی پہچان کا ذریعہ ہے کیونکہ خراب حکومت ریاست کی بدنامی جبکہ اچھی حکومت ریاست کی نیک نامی کا باعث ہوتی ہے۔

حکومت وہ ریاستی اِدارہ ہے جو مخصوص خطے میں رہائش پذیر مخصوص لوگوں کا نظم نسق چلانے کا ذمہ دار ہے۔ عوام کی حمایت سے قائم کردہ حکومت کی کارکردگی ہمیشہ اچھی ہوتی ہے۔ نظم ونسق چلانے کیلئے قانون سازی، قانون کا نفاذ اور قانون شکن افراد کو سزا دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن تین اِداروں کا نام 'حکومت' ہے۔

کوئی بھی ریاست دوسروں سے تعلقات کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ حکومت کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ دیگر ممالک کی حکومتوں سے تعلقات بنائے لیکن اپنی ترجیحات اور مفادات کو مدِ نظر رکھے۔

NOT FOR SALE

ہر حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ حد تک مطمئن رکھا جائے۔ یہ اِدارہ اِس حوالے سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ عوام کو تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ ضرورت مندوں کی بنیادی ضروریات کی ممکنہ حد تک تکمیل کرتا ہے۔ سڑکیں، پارک، یتیم خانے اور دارالامان وغیرہ تعمیر کرکے دکھی اِنسانیت کی خدمت کرتا ہے۔ ملک میں امن وامان قائم کرنے اور عوام کی جان ومال کی حفاظت کرنا اور لوگوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کے لئے حکومت ضروری عنصر ہے۔

آئین (Constitution)

قوانین یا اصولوں کا وہ مجموعہ جن کے ذریعے کسی ملک کا نظم ونسق احسن طریقے سے چلایا جاتا ہے آئین کہلاتا ہے۔ آئین ریاست کے برتر واعلیٰ قانون کا نام ہے۔ تمام ملکی قوانین اس کی روشنی میں بنائے جاتے ہیں۔ دستور حکومت کے تینوں شعبوں یعنی مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کے اختیارات کو واضح کرتا ہے تاکہ ان کے درمیان کوئی ناچاقی نہ رہے۔ آئین تمام شہریوں کے حقوق کا ضامن ہوتا ہے اس میں شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے باقاعدہ نظام وضع کیا جاتا ہے۔

تعریف:

۱۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "قوانین یا اُصولوں کا وہ مجموعہ جن کے ذریعے کسی ملک کو منظم کیا جاتا ہے یا چلایا جاتا ہے۔"

۲۔ گلکرسٹ کے خیال میں "آئین ایسے قوانین یا ضوابط پر مشتمل ہوتا ہے جو حکومت کی تشکیل وتنظیم، حکومت کے مختلف شعبوں کے درمیان اِختیارات کی تقسیم اور اِن کے عام اُصولوں کا تعین کرتا ہے جن کے مطابق اِختیارات کا اِستعمال کیا جاتا ہے۔"

NOT FOR SALE

اچھے آئین کی خصوصیات

ایک اچھے اور بہترین آئین میں حسب ذیل خاصیتوں کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ تحریری (Written)

ایک بہترین آئین وہ ہے جو سرکاری طور پر تحریری حالت میں موجود ہو۔ یعنی اِسکی تاریخ تخلیق، تشکیل دینے والے افراد یا اِدارے اور اِس کی دفعات باقاعدہ طور پر واضح ہوں یعنی کہ وہ ہر قسم کی پیچیدگیوں اور ابہام سے صاف ہو۔ اِس کی ہر شق بالکل واضح انداز میں تحریر ہو۔ اِس کی زبان اِنتہائی سادہ اور آسان الفاظ پر مشتمل ہو تا کہ ہر شہری اِسے آسانی سے سمجھ سکے۔

۲۔ عوامی خواہشات کا آئینہ دار (Reflecting People Desires)

بہترین آئین عوامی خواہشات کا مظہر اور ضروریات کا ترجمان ہوتا ہے۔ وہ آئین پائیدار اور کامیاب ہوتے ہیں جن میں رسم ورواج، روایات، ضروریات اور شہریوں کے خواہشات کی عکاسی کی گئی ہو۔

۳۔ مناسب طریقہ ترمیم (Suitable Amendment Procedure):

بہترین آئین وہ ہے کہ نہ تو اِتنا لچکدار ہو جس میں روزانہ تغیر وتبدل ہو سکے اور نہ اِتنا اِستوار ہو کہ اِس میں تبدیلی ہی نہ ہو سکے۔ اِس لئے آئین میں ترمیم کے حوالے سے متوازن اور مناسب طریقہ موجود ہو تا کہ آئین میں حالات کے مطابق ترمیم کی جا سکے۔

۴۔ مختصر اور جامع (Brief and Comprehensive)

ایک اچھے آئین کے لئے ضروری ہے کہ یہ مناسب حد تک مختصر ہو مگر جامع بھی ہو۔ دستور میں غیر ضروری تفصیلات نہ ہوں کیونکہ تفصیلات سے آئین میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں اور آئین کے دفعات میں ابہام

NOT FOR SALE

پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے) اس سے کئی ضمنی قانونی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اِسکا مطلب یہ بھی نہیں کہ یہ آ ئین اِتنا مختصر ہو جس سے اِداروں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل نہ ہوسکیں (ایک اچھے آ ئین میں یہ لازمی خوبی ہونی چاہیے کہ یہ مختصر، جامع اور بامقصد ہو) اس میں وہ تمام تفصیلات موجود ہوں جو ایک پائیدار سیاسی نظام چلانے کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔

۵۔ حقوق وفرائض کا ذکر (Rights and Duties)

(دستور دراصل حاکم اور محکوم کے درمیان عمرانی معاہدے کی ایک شکل ہے۔ یہ عوامی حقوق وفرائض اور حکومت کے حقوق وفرائض کا ذکر کرتا ہے۔ آج کی مہذب دُنیا میں حقوق وفرائض کے بغیر مؤثر سیاسی نظام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ایک اچھا آ ئین وہ ہے جس میں عوام کے حقوق وفرائض کے بارے میں فہرست موجود ہو) اور اُسی آ ئین میں حقوق کے تحفظ کے لئے باقاعدہ نظام وضع کیا گیا ہوتا کہ شہری ریاست کی بے جا مداخلت سے محفوظ ہوں مثلاً پاکستان کے آ ئین میں حقوق وفرائض کی فہرست دی گئی ہے۔

۶۔ مقدس دستاویز (Sacred Document)

(ایک بہترین آ ئین کی علامت یہ ہے کہ شہریوں اور ریاستی اِداروں کے لئے قابلِ احترام یا مقدس دستاویز کی صورت میں موجود ہو۔ اِس کی خلاف ورزی بغاوت سے کم نہ ہو اور کسی میں اِس کی خلاف ورزی کی سوچ تک نہ ہو) تب عالمی سطح پر ایک بہترین آ ئین رکھنے والی ریاستوں کو ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ امریکہ کا دستور دُنیا کا سب سے مختصر دستور ہے لیکن امریکی عوام اور ریاستی اِداروں کیلئے اِنتہائی قابلِ قدر ہے اِس لئے یہ امریکہ کیلئے عالمی برادری میں عزت کا باعث ہے۔

۷۔ توازن (Balance)

(ایک اچھا آ ئین وہ ہے جو ریاستی اِداروں کے اِختیارات اور اِن کے باہمی تعلق اور اِنحصار میں توازن پیدا کر سکے۔ اس میں یہ صلاحیت ہو کہ اِدارے نہ اپنے اختیارات سے تجاوز کریں اور نہ دوسرے اِدارے کے

NOT FOR SALE

اُمور و اِختیارات میں مداخلت کر سکیں) اچھے دستور میں اِداروں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کچھ اِس طرح ہو کہ ایک اِدارہ دوسرے کی کارکردگی پر نظر رکھے اور اِسے اختیارات کے تجاوز سے روکے (یعنی ایک اِدارے کا دوسرے کے اِختیارات میں مداخلت برائے اِصلاح و توازن ہو تاکہ اِختیارات کا ناجائز اور غیر آئینی اِستعمال نہ ہو)

۸۔ عدلیہ کی آزادی (Independence of Juciciary)

(ایک جمہوری معاشرہ میں آزاد عدلیہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عام طور پر عدلیہ عوام کو اِنصاف فراہم کرنے کے علاوہ آ ئین کا محافظ بھی ہے۔ یہ دستور میں دیئے گئے بنیادی اِنسانی حقوق کا بھی محافظ ہے۔ اِداروں کو اپنے اپنے دائرہ اِختیار میں رکھنا عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔ اِن اہم فرائض کی ادائیگی کیلئے لازمی ہے کہ عدلیہ پر کوئی دباؤ نہ ہو) ایک بہترین آ ئین وہ ہے جس میں عدلیہ کی آزادی یقینی اور عملی ہو۔ یعنی عدلیہ کو دستوری تحفظ حاصل ہو تاکہ وہ آزادنہ انداز میں غیر جانبدارانہ فیصلے کر سکے۔

۹۔ مذہب کا آئینہ دار (Reflecting Religion)

(ایک بہترین آ ئین وہ ہے جو عوامی خواہشات، عقائد، نظریات اور اقدار وغیرہ کا ترجمان ہو۔ ایک اچھے دستور میں ملک کے اکثریتی مذہب کی جھلک موجود ہوتی ہے۔ آ ئینی دفعات مذہبی اُصولوں، قواعد وضوابط اور تعلیمات کا مظہر ہونا چاہیئے۔ دستور ملک میں مذہبی اقدار کے فروغ کا ضامن ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ اُس ملک کے اقلیتی مذاہب کا بھی مکمل محافظ ہو)

پاکستان کے 1973ء کے دستور کی خصوصیات
(Features of the 1973 Constitutions)

دستور ۱۹۷۳ء کے نمایاں اُصول یا بنیادی خصوصیات یا خدوخال درج ذیل ہیں:

NOT FOR SALE

۱۔ تحریری آئین (Written Constitution)

اس دستور کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ تحریری شکل میں موجود ہے اور یہ ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء کو نافذ کیا گیا۔ اس میں ایک دیباچہ، ۲۸۰ دفعات اور 5 شیڈول ہیں۔ ایک ضمیمہ کے شیڈول میں صدر کا طریقہ انتخاب، حلف نامے، تقسیم اختیارات کی فہرستیں، ججوں کا طریقہ تقرر اور دیگر شرائط وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سرکاری طور پر تحریری انداز میں موجود ہے۔

۲۔ جزوی استوار (Partially Rigid)

یہ دستور نہ تو برطانوی آئین کی طرح انتہائی لچکدار ہے جس میں سادہ اکثریت سے ترمیم کی جاسکتی ہے اور نہ امریکی آئین کی طرح بہت زیادہ استوار ہے جس میں ترمیم کا طریقہ کار بہت پیچیدہ ہے۔ اس آئین میں ترمیم کا ایک معتدل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ آئینی ترمیم کسی بھی ایوان میں پیش کی جاسکتی ہے لیکن ہر ایوان میں کل ارکان کی دو تہائی (۶۶ فیصد) اکثریت کے ذریعے ترمیم کی جاسکتی ہے۔
اب تک اس آئین میں کئی ترامیم کی جاچکی ہیں۔

۳۔ وفاقی دستور (Federal Constitution)

یہ آئین وفاقی ہے۔ ملک چار صوبوں، وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقوں (F.A.T.A) پر مشتمل ہے۔ قانون سازی کے اختیارات مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تقسیم کئے گئے ہیں۔ پاکستان کے تمام صوبوں کو خودمختاری دی گئی ہے۔ صوبوں کو اجازت ہے کہ آئینی حدود کے اندر اپنی ضروریات کے مطابق قانون سازی کریں۔

۴۔ پارلیمانی (Parliamentary)

آئین پارلیمانی ہے۔ وزیراعظم اور اسکی کابینہ کے ارکان (وزراء) پارلیمنٹ سے لئے جاتے ہیں لیکن ایک چوتھائی (۲۵ فیصد) وزراء ایوان بالا (سینٹ) سے لینا لازمی ہیں۔ وزیراعظم اور وزراء اس وقت تک

NOT FOR SALE

اپنے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں جب تک اُن کو قومی اسمبلی میں سادہ اکثریت (کُل ارکان کی اکاون 51% فیصد) کی حمایت حاصل ہو۔ مقننہ اور عاملہ میں اشتراکِ اختیارات کا اُصول کارفرما ہوتا ہے۔ عاملہ کے ارکان مقننہ کو جواب دہ ہیں۔ جبکہ وزیراعظم صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ دے سکتا ہے البتہ اگر قومی اسمبلی میں وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک شروع ہو تو پھر وزیراعظم قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔

۵۔ جمہوری آئین (Democratic Constitution)

یہ آئین جمہوری نوعیت کا ہے۔ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی کے ارکان منتخب نمائندے ہوتے ہیں۔ حکومت عوام اور منتخب عوامی نمائندوں کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ سیاسی جماعتوں، پریس کی تنقید پر کوئی پابندی نہیں۔ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب پانچ سال کے لئے عوامی ووٹ سے کیا جاتا ہے۔ سینٹ کا انتخاب صوبائی اسمبلیاں چھ سال کے لئے کرتی ہیں۔ اس آئین میں سیاسی نظام کی بنیاد جمہوریت پر رکھی گئی ہے۔

۶۔ دوایوانی مقننہ (Bi-cameral Legislature)

چونکہ یہ آئین وفاقی ہے اس لئے لازمی طور پر ملک میں دوایوانی مقننہ کی ضرورت ہے۔ ملک کی مرکزی مقننہ (مجلس شوریٰ) دو ایوانی ہے۔ ایوان زیرین کا نام قومی اسمبلی ہے جبکہ ایوان بالا کو سینٹ (Senate) کہاجاتا ہے۔ ایوان بالا کا انتخاب چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے چھ سال کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس کے آدھے ارکان تین سال کے بعد ریٹائر ہوجاتے ہیں۔ ایوان بالا میں تمام صوبوں کو مساوی نمائندگی دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی کی تحلیل کی جاسکتی ہے لیکن سینٹ کو توڑا نہیں جاسکتا۔

NOT FOR SALE

۷۔ بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں عوام کو بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں۔ آئین کے مطابق مقننہ کو ایسی قانون سازی کا اختیار یا انتظامیہ کو ایسے حکم جاری کرنے کا اختیار حاصل نہیں جو آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق سے متصادم ہو۔ آئین نے ملک کی عدلیہ کو بنیادی حقوق کا محافظ قرار دیا ہے۔ اگر کہیں بھی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو، مقننہ ان حقوق کے خلاف کوئی قانون بنائے یا انتظامیہ حقوق سے متصادم کوئی حکم جاری کرے تو کوئی بھی شہری اسے عدالت کے نوٹس میں لاسکتا ہے۔ عدالت ایسے قوانین اور احکامات کو منسوخ کرسکتی ہے جو بنیادی حقوق کے خلاف یا متصادم ہوں۔ آئین کے دفعات ۸۔۲۸ کا تعلق بنیادی شہری حقوق سے ہے۔ ان میں سماجی، معاشی، ثقافتی، انفرادی اور سیاسی حقوق شامل ہیں۔

۸۔ حکمت عملی کے اصول (Principles of Policy)

آئین کے دفعات ۲۹۔۴۰ کا تعلق حکمت عملی کے اُصولوں سے ہے۔ حکمت عملی کے اُصولوں سے مراد وہ اُصول وقواعد ہیں جو مستقبل کی منصوبہ بندی کے لئے راہنما خطوط استوار کرتے ہیں یا آئندہ زمانے کے لئے حکومت کی سرگرمیوں کے لئے حدود متعین کرتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ راہنما اُصول اِسلامی طرز زندگی، مقامی حدود کی وسعت، علاقائی ونسلی امتیازات کی حوصلہ شکنی، خواتین کا قومی زندگی میں شرکت، خاندانی زندگی کی تحفظ، اقلیتوں کا تحفظ، سماجی انصاف اور اسلامی دُنیا سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات کا قیام ہیں۔ تمام حکومتی اداروں کو پابند کردیا گیا ہے کہ ان اُصولوں کے اندر رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں۔ ان اُصولوں کو ملک کی کسی بھی عدالت میں کسی بھی بنیاد پر چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

۹۔ ترمیم کا طریقہ کار (Amendment Procedure)

آئین کے مطابق آئینی ترمیم کا مسودہ (Bill) کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حکومت یا کسی بھی رکن اسمبلی کو اِختیار حاصل ہے کہ ترمیمی مسودہ ایوان میں پیش کرے۔ دونوں ایوانوں میں اِس مسودے کی کل ارکان کی دوتہائی (چھیاسٹھ فیصد 66%) اکثریت سے منظوری دینا لازمی ہے۔ بل پہلے ایک ایوان اور پھر دوسرے ایوان میں منظور کیا جاتا ہے۔ اگر دوسرا ایوان اسے ترامیم کے ساتھ دوتہائی اکثریت سے منظور کرے تو اسے پہلے والے ایوان میں واپس بھیجا جاتا ہے۔ اگر پہلا ایوان اس ترمیم کیساتھ اتفاق کرتے ہوئے اسے دوتہائی اکثریت سے منظور کرے تو صحیح وگرنہ دونوں ایوانوں میں اختلافات کی صورت میں اسے نامنظور تصور کیا جاتا ہے۔ دونوں ایوانوں کی منظوری کے بعد یہ مسودہ صدر مملکت کو دستخط کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اگر کسی آئینی ترمیم کا تعلق کسی صوبے کی حدود میں ردوبدل سے متعلق ہو تو پھر اس صوبے کی صوبائی اسمبلی سے دوتہائی اکثریت کیساتھ منظوری لینا لازمی ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ دستور میں تبدیلی کا اِختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔

۱۰۔ آزاد عدلیہ (Independent Judiciary)

دستور ۱۹۷۳ء میں عدلیہ کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں جج صاحبان کی تقرری اور برطرفی کے لئے ایک آئینی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ اس طرح ججوں کی ملازمت کو تحفظ دیا گیا ہے۔ کسی بھی ملک میں عدلیہ کی آزادی لازمی ہے کیونکہ انصاف کی فراہمی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے لیکن وفاق کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عدلیہ مکمل طور پر آزاد، خودمختار اور بیرونی دباؤ سے آزاد ہو کیونکہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تنازعات اور اختلافات کا فیصلہ عدلیہ کرتی ہے، آئین کی تشریح اور بنیادی حقوق کا محافظ بھی عدلیہ ہے۔ لہٰذا اِن اہم ترین ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عدلیہ کی آزادی کی آئینی ضمانت دی گئی ہے۔ ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے جبکہ ہر صوبے میں ایک ہائی کورٹ ہے۔ عدلیہ اپنے فیصلوں میں خودمختار اور ہر قسم کی دباؤ سے آزاد ہے۔ ریاست کے تمام

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

ادارے عدالتی فیصلوں پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔

۱۱۔ جمہور (Republic)

اِس سے مراد یہ ہے کہ ملک کا سربراہ ایک منتخب صدر ہوتا ہے جو آئین کے مطابق ۵ سال کے لئے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے منتخب کیا جاتا ہے۔ نیز پارلیمنٹ کو صدر کے مواخذے کا اِختیار حاصل ہے۔

۱۲۔ آئینی اِدارے (Constitutional Organs)

اِس آئین کے تحت ملک میں کئی آئینی ادارے قائم کیے گئے ہیں تا کہ مملکت کا نظم و نسق بہترین طریقے سے چلایا جا سکے۔ ان اداروں میں وفاقی شرعی عدالت، وفاقی محتسب، آڈیٹر جنرل، الیکشن کمیشن، اسلامی نظریاتی کونسل، مشترکہ مفادات کی کونسل، قومی اقتصادی کونسل، قومی مالیاتی کمیشن، پبلک سروس کمیشن، اعلیٰ عدالتی کونسل اور اٹارنی جنرل وغیرہ شامل ہیں۔ یہ اِدارے اپنی اپنی جگہ انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۳۔ قومی زبان (National Language)

اس دستور میں اُردو کو ملک کی قومی زبان کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ ہوا کہ آئین کے نفاذ سے پندرہ سال کے اندر انگریزی کی جگہ اُردو کو دفتروں میں رائج کیا جائے گا۔ اُردو کو قومی زبان کا درجہ تو دے دیا گیا لیکن ابھی تک یہ عملی طور پر دفتری زبان نہ بن سکی۔ آئین علاقائی زبانوں کی ترقی کا حق بھی دیتا ہے اور بنیادی حقوق میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ پاکستان کی تمام قومیتیں اپنی زبان، رسم الخط اور ادب کی ترقی کیلئے کام کر سکتی ہیں۔ صوبائی حکومتوں کو ایسی قانون سازی کا اِختیار دیا گیا ہے کہ اُردو کی تعلیم و تدریس کے ساتھ علاقائی زبانوں کی تعلیم و تدریس کا اہتمام بھی ہو سکے۔

NOT FOR SALE

1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات
(Islamic Provisions of 1973 Constitution)

1. آئین کے افتتاحیہ میں کہا گیا ہے کہ پوری کائنات کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ پاکستان کے عوام حاکمیت کے اختیارات کا استعمال ایک مقدس امانت کے طور پر کریں گے۔
2. آئین کے تحت ملک کا نام 'اسلامی جمہوریہ پاکستان' رکھا گیا۔
3. 1973 کے آئین کے مطابق اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔
4. آئین کے تحت صدر اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی۔
5. ملک میں کوئی نیا قانون اسلام کے منافی نہیں بنایا جائے گا اور مروجہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں گے۔
6. پاکستان کے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھال سکیں۔
7. 1973 کے آئین میں مسلمان کی تعریف کی گئی جس کی رو سے ختم نبوت پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اس آئین کی رو سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔
8. آئین میں وعدہ کیا گیا کہ قرآن مجید اور اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دینے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔
9. آئین میں کہا گیا تھا کہ سود، عصمت فروشی، جوا اور شراب کا خاتمہ کیا جائے گا۔
10. اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی۔ یہ کونسل قوانین کو اسلامی بنانے میں قانون ساز اداروں کی رہنمائی کرے گی۔

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کا خلاصہ

(Amendments in the Constitution of Pakistan 1973)

جواب: ترمیم سے مراد آئین میں تبدیلی کرنا ہے۔ پاکستان کے آئین 1973ء میں اب تک پچیس (۲۵) ترامیم کی جا چکی ہیں۔ اِن ترامیم کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ پہلی آئینی ترمیم کے ذریعے لفظ "مشرقی پاکستان" کو ہٹایا گیا۔ ہر غیر سرکاری ملازم پاکستانی کو سیاسی جماعت بنانے اور اُس میں شمولیت اِختیار کرنے کا حق دیا گیا۔ گورنروں کی تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

۲۔ دوسری ترمیم میں احمدی۔ قادیانی کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ نہ رکھے، غیر مسلم قرار دیا گیا۔

۳۔ تیسری ترمیم میں صدر کی طرف سے ہنگامی حالات کے اِعلان کو ختم کرنے کیلئے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ارکان کی اکثریت کو اِختیار دیا گیا۔

۴۔ چوتھی ترمیم میں مقننہ میں اقلیتوں کی نشستوں میں اضافہ کیا گیا۔

۵۔ پانچویں ترمیم کے ذریعے صوبے کے رہائشی شہری پر اُس صوبے میں گورنر مقرر کرنے پر پابندی لگائی گئی۔ چیف جسٹس آف پاکستان کو اِختیار دیا گیا کہ 65 سال کی عمر میں یا تو ریٹائر ہو جائیں یا پھر سپریم کورٹ میں سینئر جج کے طور پر کام جاری رکھیں۔ سندھ اور بلوچستان میں ہائی کورٹ قائم کر دیئے۔

۶۔ چھٹی ترمیم کے ذریعے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کی ریٹائرمنٹ کی عمر میں تبدیلیاں کی گئیں۔

۷۔ ساتویں ترمیم کے ذریعے وزیر اعظم کو اِختیار دیا گیا کہ وہ صدر کو رائے شماری کا مشورہ دے تا کہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ عوام کا وزیر اعظم پر اِعتماد ہے کہ نہیں۔ فوج کی نقل و حرکت کو کسی ہائی کورٹ میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔

۸۔ آٹھویں ترمیم آئین میں سب سے اہم ترمیم تھی۔ جنرل ضیاء دور کے اِس ترمیم میں صدر کے اختیارات میں بے پناہ اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ صدر کو اپنی صوابدید پر قومی اِسمبلی تحلیل کرنے کا حق حاصل ہوا۔ قبائلی علاقہ

NOT FOR SALE

سے سینٹرز نامزد کرنے کی بجائے منتخب کیے جائیں گے۔ سینٹرز کے ریٹائر ہونے کا طریقہ کار بھی واضح کیا گیا۔ صدر اُس رکن قومی اسمبلی کو وزارتِ عظمیٰ کے عہدے کیلئے دعوت دے گا جو اپنی اکثریت قومی اِسمبلی میں ثابت کرے۔ صدر وزیر اعظم کو اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لئے کہہ سکتا تھا۔ صدر وز[یر اعظم] کے مشورے سے گورنرز کا تقرر کرے گا۔ گورنر صدر کی پیشگی منظوری سے صوبائی اِسمبلی کو توڑ سکتا تھا۔

۹۔ نویں ترمیم کے ذریعے قرآن اور سنت کو قانون سازی کیلئے رہنما اُصول کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

۱۰۔ دسویں ترمیم کے ذریعے قرار پایا کہ قومی اسمبلی سال میں 130 دن اِجلاس کرے گی۔

۱۱۔ گیارھویں ترمیم نامنظور کی گئی۔

۱۲۔ بارھویں ترمیم کے ذریعے ججوں کی پنشن میں تبدیلیاں کی گئیں۔

۱۳۔ تیرھویں ترمیم کے ذریعے آٹھویں ترمیم کی کئی شقوں کو تبدیل کیا گیا۔ صدر سے قومی اِسمبلی تحلیل کرنے کا اختیار واپس لیا گیا۔ گورنرز سے بھی یہی اختیار واپس لیا گیا۔ فوجی جرنیلوں کے تقرر میں صدر وزیر اعظم کے مشورے کا پابند ہوگا۔

۱۴۔ چودھویں ترمیم کے ذریعے فلور کراسنگ پر پابندی لگائی گئی۔

۱۵۔ پندرھویں ترمیم کے ذریعے قرآن اور سنت کو ملک کا اعلیٰ ترین قانون قرار دیا گیا۔ قومی اسمبلی نے یہ ترمیم منظور کی لیکن سینٹ میں منظور نہ ہوسکی کیونکہ نواز شریف کی حکومت ختم کر دی گئی تھی۔

۱۶۔ سولہویں آئینی ترمیم کے ذریعے وفاقی ملازمتوں میں صوبوں کا کوٹہ بیس فیصد تک بڑھایا گیا۔

۱۷۔ سترھویں ترمیم بھی اہم آئینی ترمیم تھی، مشرف دور میں ایک بار پھر صدر کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا اور صدر نے اپنی صوابدید سے اِسمبلی تحلیل کرنے کا اِختیار حاصل کیا۔ مقنّنہ کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ وزیر اعظم کے اختیارات کم کر دیئے گئے۔

NOT FOR SALE

۱۸۔ (اٹھارویں آئینی ترمیم سب سے اہم آئینی ترمیم تھی جو یوسف رضا گیلانی کے دور میں منظور ہوئی اور پاکستان کے تقریباً تمام پارلیمانی جماعتوں نے اِس کی حمایت کی۔ اِس میں صدر کے قومی اسمبلی اپنی صوابدید کے مطابق توڑنے کا اِختیار ختم کر دیا گیا وزیرِ اعظم کے اختیارات بڑھائے گئے۔ ججوں کی تقرر کے طریقہ کار میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ الیکشن کمشنر کے طریقہ تقرر میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ مقننہ کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ بنیادی حقوق بڑھائے گئے۔ صوبہ سرحد کو خیبر پختونخوا کا نام دیا گیا۔ سینٹ میں اقلیتوں کیلئے چار نشستیں مقرر کی گئیں۔ صوبائی خودمختاری میں اضافہ کیا گیا)

۱۹۔ انیسویں ترمیم کا تعلق اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے طریقہ سے ہے۔

۲۰۔ (آئین میں بیسویں ترمیم کے ذریعے مرکز اور صوبوں میں نگران حکومت کے قیام اور الیکشن کمیشن کی تقرری کے طریقہ کار کا تعین کیا گیا ہے۔ اِس سے عام اِنتخابات کی آزادانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف حیثیت کو یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں ترامیم کی وجہ سے اُبھرنے والے مسائل

پاکستان کے 1973ء کے دستور میں چند ترامیم کی وجہ سے کئی مسائل اُبھرے جن میں اہم درج ذیل ہیں:

۱۔ (صدر اور وزیراعظم کے اختیارات میں عدم توازن پیدا ہوا۔ آئین کی پارلیمانی حیثیت کو کمزور بنایا گیا اور صدر کو آمرانہ اختیارات حاصل ہوئے۔)

NOT FOR SALE

۲۔ مقننہ کو اِنتہائی کمزور بنایا گیا۔ فلور کراسنگ کی بُرائی میں اضافہ ہوا۔

۳۔ بعض اوقات صدر نے اپنی صوابدید کے مطابق قومی اِسمبلی کو توڑا۔

۴۔ اہم تقرریوں میں وزیرِاعظم کو نظرانداز کیا گیا۔

۵۔ غیر قانونی اِقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔

۶۔ عوام، اِداروں اور جماعتوں وغیرہ پر عدالتی دروازے بند کر دیے گئے اور لوگوں سے غیر قانونی اور غیر آئینی اِقدامات کو عدالتوں میں لے جانے کا اِختیار واپس لیا گیا۔

۷۔ (اٹھارویں ترمیم میں متصلہ اُمور کی فہرست ختم کر کے صوبائی خودمختاری دی گئی لیکن اِس سے وقتی طور پر یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ مرکز اور صوبوں میں انتظامی اُمور کی تقسیم میں پیچیدگی پیدا ہو گئیں۔ صوبوں کو منتقل ہونے والے محکموں کے ملازمین کے مستقبل کا مسئلہ پیدا ہوا۔ صوبوں کے درمیان بھی تناؤ کی کیفیت نے جنم لیا۔

تحریری اور غیر تحریری دستور
(Written and Unwritten Constitutions)

۱۔ تحریری آئین (Written) سے کیا مراد ہے؟

(آئین کی وہ قسم جو لکھی ہوئی شکل میں موجود ہو۔ اِس کی تمام تفصیلات و دفعات سرکاری طور پر تحریر کی گئی ہوں۔ اِس کے علاوہ آئین بنانے والے فرد یا اِدارے کے بارے میں معلوم ہو۔ اِس کی تاریخِ تشکیل و نفاذ بھی معلوم ہو۔ ایک مکمل تحریری آئین میں دیباچہ، دفعات اور شیڈول شامل ہوتے ہیں بلکہ یہ وفاقیت کی لازمی خصوصیت ہے۔ دُنیا کے تقریباً تمام ممالک میں تحریری دساتیر موجود ہوتے ہیں۔

NOT FOR SALE

۳۔ غیر تحریری آئین (Un-Written)

وہ آئین جو مکمل طور پر لکھی ہوئی حالت میں نہیں یا اُس کا زیادہ سے زیادہ حصہ تحریری شکل میں موجود نہ ہو ایسے آئین کو غیر تحریری آئین کہا جاتا ہے۔ غیر تحریری دستور کسی ملک کی روایات اور رسم و رواج کا مجموعہ ہوتا ہے۔ غیر تحریری کا مطلب یہ نہیں کہ یہ کاغذ پر نہیں لکھا ہوا ہوتا۔ چونکہ رسم و رواج اور روایات نہ تو لکھے جاتے ہیں، نہ اس کے بنانے والے معلوم ہوتے ہیں اور نہ اِسکی تاریخ نفاذ معلوم ہوتی ہے اِس لیے ایسے دساتیر کو غیر تحریری دستور کا نام دیا جاتا ہے۔ اِس قسم کا آئین اِرتقائی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے اور بہت آسانی سے نشوونما پاتا ہے۔ برطانیہ کا آئین غیر تحریری آئین ہے۔

سیاسی نظام (Political System)

سیاسی نظام اِداروں کی ساخت (ڈھانچہ) اور کرداروں کا مرتب مجموعہ ہوتا ہے اور کئی مفید سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ساخت یعنی مقننہ، عاملہ، عدلیہ، سیاسی جماعتوں، میڈیا، دیگر اِداروں اور کرداروں یعنی عوام، ارکانِ اسمبلی، قائدین، جج اور ملازمین وغیرہ کا ایسا جوڑ جن کی باہمی سرگرمیوں سے فائدہ حاصل ہو تو یہ سیاسی نظام ہے۔ گویا سیاسی نظام ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے۔ کسی پرزے میں خرابی سے تمام مشین کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

سیاسی نظام کی خصوصیات

۱۔ ڈھانچہ:

ہر سیاسی نظام کی تقریباً ایک جیسی بناوٹ ہوتی ہے جو ایک خاص ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

NOT FOR SALE

۲۔ عوامی اور جمہوری روح:

سیاسی نظام کے چلانے والے عوام ہوتے ہیں۔ اِس لئے اچھے جمہوری سیاسی نظام کا اِنحصار عوام کی بھرپور شرکت پر ہے۔

۳۔ کثیر المقاصد:

آج کا سیاسی نظام سیاسی معاملات کے ساتھ ساتھ سماجی، معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی سرانجام دیتا ہے۔

۴۔ باہمی اِتحاد:

ہر نظام کے ذیلی نظام ہوتے ہیں مثلاً سیاسی نظام کے ذیلی نظاموں میں مقننہ، اِنتظامیہ، عدلیہ، میڈیا اور سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ اِن تمام نظاموں کا باہمی اِتحاد ہی سیاسی نظام ہے۔ اگر ایک نظام میں خرابی پیدا ہو تو دیگر نظام بھی متاثر ہوتے ہیں۔

۵۔ جامعیت:

یعنی اِس میں تمام متعلقہ اِدارے اور کردار بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ نہ صرف متعلقہ بلکہ بلواسطہ اثر ڈالنے والے کردار اور اِدارے بھی فعال کردار ادا کرتے ہیں۔

۶۔ سرحد کا دائرہ کار:

سیاسی نظام کی اپنی حدود ہوتی ہیں یعنی یہ ایک دائرہ کے اندر کام کرتا ہے۔ اِسکا ایک نقطہ آغاز اور نقطہ اِختتام ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

فیصلہ ساز سیاسی ادارے
(Decision Making Political Institutions)

ملکی اُمور چلانے اور اہم مسائل حل کرنے کیلئے اِدارے جو دیرپا حل تلاش کرتے ہیں اور پائیدار پالیسی بناتے ہیں اسکو سیاسی فیصلہ سازی کہا جاتا ہے۔ قدیم دور میں سیاسی نظام کی سادگی کی وجہ سے قبیلے کا سردار چند ساتھیوں کی مشاورت سے فیصلہ سازی کیا کرتا تھا اس طرح بادشاہ درباریوں سے مشورہ کرتا تھا لیکن فیصلہ سازی کا اختیار اپنے پاس رکھتا تھا لیکن دورِ حاضر میں کسی بھی جمہوری نظام میں کئی اِدارے فیصلہ سازی کی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں جن میں خواص کے ساتھ عوام بھی شامل ہیں۔ سیاسی فیصلہ سازی میں ملک کے مختلف ادارے مختلف حصوں میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

سیاسی عاملہ (Political Executive)

(کسی بھی ملک میں نظم و نسق کی اصل ذمہ داری سیاسی عاملہ یا اِنتظامیہ پر ہوتی ہے۔ سیاسی اِنتظامیہ ملک کی منتخب عاملہ ہوتی ہے۔ جمہوری نظام میں صدر، بادشاہ یا ملکہ، وزیرِ اعظم، وزراء، گورنر، مشیران، صوبائی وزراءِ اعلیٰ اور صوبائی وزراء وغیرہ کو اِجتماعی طور پر سیاسی عاملہ یا اِنتظامیہ کہا جاتا ہے) اور سیاسی فیصلہ سازی میں اِن کا کردار سب سے اہم ہوتا ہے۔ مرکزی اور صوبائی کابینہ باہمی مشورے کے بعد فیصلے کرتی ہے۔ صدارتی نظام میں صدر کو فیصلہ سازی کا اہم اِختیار حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً امریکہ میں صدر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پارلیمانی نظام میں وزیرِ اعظم اور کابینہ کو فیصلہ سازی کا اِختیار حاصل ہوتا ہے جیسا کہ پاکستان، ہندوستان اور برطانیہ وغیرہ میں۔

مقننہ (Legislature)

(جمہوری نظام میں مقننہ یا قانون ساز ادارے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مقننہ دراصل منتخب عوامی نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے اور جمہوری معاشروں میں اِن کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سیاسی

NOT FOR SALE

عاملہ جو فیصلے کرتی ہے اِن کو قانونی شکل دینے کیلئے اِن کو مقننہ میں بحث کیلئے پیش کیا جاتا ہے) اِن فیصلوں کو ہر انداز سے تفصیل کے ساتھ زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ مقننہ کو اِختیار حاصل ہے کہ اِن فیصلوں کو ختم کرے، اِن میں تبدیلی کرے یا اِنہیں قانونی شکل دے (مقننہ دراصل قانون سازی اور فیصلہ سازی کا اہم ترین اِدارہ ہے۔)

غیر سیاسی عاملہ (Non-political Executive)

(غیر سیاسی عاملہ یا اِنتظامیہ عاملہ کی وہ قسم ہے جو سرکاری افسران و ملازمین پر مشتمل ہوتی ہے۔ اعلیٰ سرکاری ملازمین یا بیوروکریسی مستقل پیشہ ور ماہرین ہوتے ہیں جو اپنے اپنے میدان میں مہارت رکھتے ہیں اور قواعد و ضوابط سے باخبر ہوتے ہیں سیاسی طور پر منتخب عاملہ کا ایک مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ نظم و نسق کے فنی پہلوؤں سے بے خبر ہوتے ہیں) اِسلئے سیاسی عاملہ جب کوئی فیصلہ کرتی ہے تو غیر سیاسی عاملہ یا افسران کی رائے اور مشورے سے کرتی ہے۔ مقننہ عموماً کسی فیصلہ کی اہم اہم باتوں کی منظوری دیتی ہے جبکہ باقی تفصیلات طے کرنے کا اِختیار عاملہ یعنی غیر سیاسی اِنتظامیہ کو دیا جاتا ہے۔

عدلیہ (Judiciary)

(دُنیا کے اکثر جمہوری ممالک میں ملک کی اعلیٰ عدلیہ کو بھی فیصلہ سازی میں اہم مقام حاصل ہوتا ہے) مثال کے طور پر امریکہ میں ملک کی سپریم کورٹ کو یہ اِختیار حاصل ہے کہ وہ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کا جائزہ لے۔ اگر یہ قوانین آئین اور عوامی حقوق سے متصادم ہوں تو انہیں ختم کر دیا جاتا ہے (پاکستان میں عدلیہ کو یہ اِختیار حاصل ہے کہ حکومت کے ایسے قوانین اور احکامات کو غیر قانونی قرار دے جو بنیادی حقوق یا آئین سے متصادم ہوں۔ عدلیہ دراصل مقننہ اور عاملہ کے جائز و قانونی فیصلوں کی محافظ ہے۔)

۵ - سیاسی جماعتیں اور گروہ
(Political Parties and Groups)

(جمہوری دُنیا میں سیاسی جماعتیں، فشاری اور مفاداتی گروہ وغیرہ بھی فیصلہ سازی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ

NOT FOR SALE

اِدارے عوام میں سیاسی شعور اُجاگر کرتے ہیں۔ عوام کی سیاسی تربیت کی جاتی ہے کہ عوامی مسائل اور آواز کو حکومت تک پہنچایا جاتا ہے جبکہ حکومت کی سرگرمیوں سے عوام کو باخبر رکھا جاتا ہے۔ یہ جماعتیں اور گروہ حکومت کی منفی سرگرمیوں پر نظر رکھتی ہیں۔ فیصلہ سازی کے وقت عاملہ اور مقننہ سیاسی جماعتوں اور گروہوں کو نظرانداز نہیں کرسکتیں کیونکہ اِن کو عوامی حمایت حاصل ہوتی ہے اور یہ جمہوری نظام کے لازمی اور فعال حصے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اِن اِداروں کو جمہوری نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔

۶۔ میڈیا (Media)

آج کے دور میں میڈیا کو حکومت کا چوتھا عنصر کہا جاتا ہے۔ میڈیا نے دُنیا کو ایک عالمی گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اِسی کے ذریعے عوام ملکی، علاقائی اور عالمی حالات سے باخبر رہتے ہیں۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو، ٹیلی فون، انٹرنٹ اور اخبارات وغیرہ حکومت اور عوام کے درمیان ایک پُل کا کردار ادا کرتے ہیں۔ عوامی شعور بیدار کرنے میں میڈیا کا کردار قابلِ تحسین ہے۔ اِس کے ذریعے عوام کی آواز حکومت تک جبکہ حکومت کے فیصلے عوام تک پہنچائے جاتے ہیں۔ عوامی رائے بنانے میں میڈیا کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ کسی حکومتی پالیسی یا فیصلے پر عوامی ردِعمل کا اظہار میڈیا ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ فیصلہ سازی میں میڈیا کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ عوام (People)

پالیسی، قانون یا فیصلے عوام کیلئے کئے جاتے ہیں۔ آج کے عوام خاموش تماشائی نہیں بلکہ انہیں پل پل کی خبر ہوتی ہے اور ہر چیز پر نظر رکھتی ہے۔ حکومتوں کو بھی عوامی بیداری کا احساس ہوتا ہے۔ اِسلئے ہر حکومت یہاں تک کہ ایک آمر حکومت بھی عوامی خواہشات، رُجحانات اور ضروریات کے برعکس فیصلہ سازی نہیں کرسکتی۔ اس طرح عوام فیصلہ سازی پر بلاواسطہ طور پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجئے:

۱۔ بعض اِنسانی ------- کے مفادات، عادات و رسم و رواج وغیرہ مشترک ہوتے ہیں۔

۲۔ قواعد و ضوابط کو عملی شکل دینے کیلئے باقاعدہ مشینری یا ------- کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ اچھی حکومت ------- کی نیک نامی کا باعث ہوتی ہے۔

۴۔ آئین کے دفعات ۲۸۔۸ کا تعلق ------- سے ہے۔

۵۔ اٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے صوبہ سرحد کو ------- کا نام دیا گیا۔

2۔ درجہ ذیل سوالات کا موزوں جواب یعنی (ا، ب، ج یا د) منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

۱۔ حکومت وہ مشینری ہے جو ریاستی ------- چلاتی ہے۔ [ ]

(ا) نظام (ب) مالیات (ج) سیاسیات (د) عدالت

۲۔ ریاست کے عناصر ------- ہیں۔ [ ]

(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

۳۔ بہترین آئین وہ ہے جو ------- طور پر موجود ہو۔ [ ]

(ا) تحریری (ب) غیرتحریری (ج) قانونی (د) غیرقانونی

۴۔ 1973ء کے آئین میں ------- دفعات ہیں۔ [ ]

(ا) 380 (ب) 280 (ج) 180 (د) 300

۵۔ جمہوری نظام میں کئی اِدارے --- سازی کی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ [ ]

(ا) فیصلہ (ب) قانون (ج) آئین (د) حکومت

3۔ کالم ملائیں

کالم۔الف	کالم۔ب
قواعد	معاشرہ
سرکاری	حالات
جمہوری	نمائندے
عوامی	وضوابط
ہنگامی	جسٹس
چیف	ملازمین

4۔ دیے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں۔

ا۔ ریاست حکومت کا ایک شعبہ ہے۔ صحیح۔غلط

۲۔ جلاوطن حکومتیں موثر نہیں ہوتیں۔ صحیح۔غلط

۳۔ آئین خاص شہریوں کے حقوق کا ضامن ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۴۔ آئینی ترمیم صرف ایوانِ بالا میں پیش کی جاسکتی ہے۔ صحیح۔غلط

۵۔ سینٹ کا انتخاب قومی اسمبلی پانچ سال کیلئے کرتی ہے۔ صحیح۔غلط

۶۔ حکمتِ عملی کے اُصولوں کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ صحیح۔غلط

۷۔ آٹھویں ترمیم میں صدر ایوب کے دور میں صدر کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ صحیح۔غلط

۸۔ غیر تحریری آئین ارتقائی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۹۔ بیوروکریسی مستقل پیشہ ور ماہرین کو کہا جاتا ہے۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

ا۔ ریاست اور حکومت کی تعریف کریں۔

۲۔ برداری کی تعریف کریں۔

۳۔ کسی ملک کیلئے آئین کیوں ضروری ہے؟

۴۔ آئینِ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مطابق وفاقیت سے کیا مراد ہے؟

۵۔ آئین میں اٹھارویں ترمیم کے اہم نکات لکھیں؟

۶۔ غیر سیاسی عاملہ کس طرح فیصلہ سازی پر اثر انداز ہوتی ہے؟

6۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کیجئے:

ا۔ حکومت اور ریاست میں فرق واضح کریں نیز حکومت کا قیام کیوں ضروری ہے؟

۲۔ آئین سے کیا مراد ہے اور ایک اچھے آئین کی نمایاں خصوصیات کون کون سی ہیں؟

۳۔ پاکستان کے 1973ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

۴۔ پاکستان کے دستور میں کی گئی ترامیم پر نوٹ لکھیں نیز کئی ترامیم سے جو مسائل اُبھرے اُن کا ذکر کریں؟

۵۔ تحریری اور غیر تحریری آئین کیا ہیں اور اِن کے نقائص وفوائد بیان کریں؟

۶۔ سیاسی نظام سے کیا مراد ہے نیز اِس کی خصوصیات بیان کریں؟

۷۔ فیصلہ ساز سیاسی اِداروں اور اُن کی سرگرمیوں پر نوٹ لکھیں؟

عملی سرگرمیاں

سرگرمی نمبر ا۔ اِس باب میں کلاس میں کوئز کا اِہتمام کریں۔

سرگرمی نمبر ۲۔ دستور ۱۹۷۳ء پر کلاس میں تقریری مقابلہ کریں۔

NOT FOR SALE